رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا

(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۱۲ ستمبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین بخیریت ہیں۔ اور روزانہ درس قرآن مجید دیتے ہیں ✤

گذشتہ ہفتہ میں مندرجہ ذیل احباب یہاں تشریف لائے گوہر علی صاحب گردا اور مبارک پور۔ سربلند صاحب شجاع آباد۔ شہاب الدین صاحب گورداسپور۔ حافظ نظام الدین صاحب بروعہ۔ محمد حسین صاحب ضلع ہزارہ۔ نور الدین صاحب مستری مہر اللہ صاحب و محمد رشید صاحب لاہور۔ قاسم علی صاحب۔ بٹالہ۔ رحیم بخش صاحب شکار۔ امام الدین صاحب۔ قلعہ لال سنگھ۔ میراں بخش صاحب پھیرو چیچی۔ عیدا گونڈی۔ فضل محمد صاحب ہرسیاں۔ خیر الدین صاحب مع ہم

نامہ نعمانی

ایک دلچسپ مکالمہ

مکرمی جناب پیر سراج الحق صاحب احمدی نعمانی نے یہ دلچسپ مکالمہ تحریر فرمایا ہے

آپ لکھتے ہیں:۔ ایک دن رات کو ڈاکٹر احمد حسین صاحب سنگرور سے ملنے کے لئے آگئے۔ آتے ہی احمدی سلسلہ کی طرف رُخ کیا۔ اور بہت سے سوال پیش کئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ایک سوال کو پورا نہیں کرتے۔ ادھورا چھوڑ کر دوسرا سوال پیش کر دیتے ہیں۔ اور اس کو بھی بیچ میں چھوڑ کر تیسرا اور تیسرے کے نتیجہ تک نہیں پہنچتے چوتھا سوال کر دیتے ہیں۔ پہلے ایک سوال قائم کرو جب وہ طے ہو جائے۔ تو دوسرا سوال چھیڑو۔ کہنے لگے۔ میں تم اسی طرح کرونگا۔ بہرحال مختلف سوال کرتے رہے اور میں اسی طور سے جواب دیتا رہا۔ چنانچہ معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہ جسمانی تھی یا روحانی۔ اور مسیح موعود حضرت مرزا صاحب کیسے ہوئے اور کیا دلیل ہے نماز کیوں نہیں غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھتے۔ وحی بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آسکتی ہے یا نہیں۔ ان باتوں میں جب رہ گئے۔ تو مولود شریف کی محفل اور تعظیم پیدائش کے وقت اور فاتحہ ختم جو سوم و دہم و بستم و سی ام چہلم میں کرتے ہیں جائز ہے کہ نہیں۔ اور تم لوگ کرتے ہو کہ نہیں کرتے ہو۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب بڑی دقت اور مشکل ہے کہ جب کسی ہندو سے مسائل اہم اور جن پر دار و مدار نجات ہے۔ جیسے وجود ہستی باری تعالےٰ اور اسپر دلائل اور ثبوت ملائکہ اور اسپر

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

ملائک اور کتب منزل من اللہ اور اسپر دلائل اور ثبوت رُسل و انبیا اور اسپر دلائل اور قیامت اور اسپر دلائل کی گفتگو کی جاتی ہے۔ تعدہ ان سے رُخ پھیر کر جو بتایا جاتا ہے کہ کیوں مسلمان جانور کو مارتے ہیں۔ اور جب کسی عیسائی سے انہیں مسائل مذکورہ میں گفتگو کا موقع ہوتا ہے۔ تو وہ ان کو چھوڑ کر مسیح کی الوہیت و ابنیت پر کلام کرنے لگتا ہے۔ جب کسی شیعہ سے ان ہی مسائل مسطورہ میں بات چیت کا موقع ہوتا ہے۔ تو حضرت علی کی خلافت کو بے مطلب بے ضرورت لے بیٹھتا ہے اور جب کسی سُنی سے تقریر شروع ہوتی ہے تو وہ سب مہتم بالشان مذکورہ مسائل چھوڑ کر دسویں بیسویں وغیرہ فاتحہ ختم پر آ اُترتا ہے۔ اور جب کسی غیر مقلد سے شروع کلام ہوتا ہے۔ تو وہ تقلید غیر تقلید اور اسی طرح بے معنی ایسی باتیں شروع کر دیتا ہے۔ کہ جس میں کلام کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ اور خواہ مخواہ انسان ان باتوں میں پڑ کر اعلیٰ درجے سے گر جاتا ہے۔ حالانکہ نہ ان مسائل سے دین اسلام کو کچھ تعلق ہے۔ اور نہ مطلب ہے۔ اسی طرح سے تم نے ان مسائل کو چھوڑ کر تنزل اختیار کیا۔ ان مسائل سے ہم کو کیا سروکار ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں گفتگو چاہیئے۔ کہ وہ موعود مسیحؑ اس زمانہ کے لئے رسول تھے یا نہیں۔ جب یہ مسئلے ثابت اور طے ہو جاویں۔ پھر معراج وغیرہ کا مسئلہ سب کچھ حل ہو جاویگا۔ اور ہمارا سلسلہ منہاج نبوت پر ہے۔ ان چھوٹے مسئلوں کے لئے اور مولوی بہت ہیں۔ جو رات دن کتابیں لکھکر وقت ضائع کرتے ہیں۔ ہمارا اختلاف مخالف اسلام لوگوں سے ہے یا ان لوگوں سے ہے۔ کہ جو نام کے مسلمان ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی رسول نبی نہیں۔ اور یہ اُمت بجائے خیر اُمت کے ادنی الامت ہوگئی۔ یہ مسائل ضروری ہیں۔ جن سے تعلیم اسلام قائم رہتی ہے۔ اور جن کو سمجھ کر ایک شخص مسلمان کہلانے اور بننے کا مستحق ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب غور کرو اور عقل سے کام لو اور سمجھو۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا فرمایا ہے۔ اور اور تمہارے خیال کے لوگ کیا کہتے ہو۔ مس کے بعد؟

چلے گئے۔ اور پھر ملنے کا وعدہ کر گئے۔ لیکن ابھی تک نہیں آئے۔ اسی طرح کل ایک شخص آگیا۔ جس کا نام سلیمان تھا۔ کچھ پڑھا ہوا بھی تھا یا یوں کہو کہ حرف شناس تھا۔ پھر اور شخص آگیا۔

سلیمان۔ کیوں حضرت یہ قادیانی مذہب کیا ہے؟

نعمانی۔ ہاں ہی پھر جنیدی مذہب کیا ہے یہ مجھے بتا دو

سلیمان۔ جنید تو شہر کا نام ہے۔ جنیدی مذہب تو کوئی نہیں

اشرف۔ یہ دوسرا شخص ہے۔ وہ بولا۔ تو قادیان بھی ایک قصبہ کا نام ہے۔

سلیمان۔ پھر اس مذہب والے کیا کہتے ہیں۔

نعمانی۔ وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ اس کا رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے اور کر گیا اور کرا گیا۔ اور بتلا گیا اور سمجھا گیا۔ قرآن شریف عمل کرنے کو دے گیا

سلیمان۔ ہم بھی تو یہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

نعمانی۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگر تم ایسا کرتے اور کہتے۔ تو یہ رسول کیوں ہدایت کے لئے مبعوث ہوتا۔ تم جھوٹ نہیں بولتے۔ تم بات بات میں گالی منہ سے نہیں نکالتے۔ تم حقداروں کے حق نہیں دباتے۔ تم یتیموں کے مال نہیں کھاتے۔ تم خدا سے ڈرتے ہو تم نمازوں کے پابند ہو۔ تمہارے مولوی حق پوشی نہیں کرتے رعایتی مسائل نہیں بیان کرتے وہ حرام و حلال میں فرق کرتے ہیں۔ تم کم تولتے جب تول کر دیتے۔ اور جب لیتے ہو زیادہ ڈنڈی مار کر لیتے ہو۔ وزن کو پورا کرتے ہو۔ بیٹی کو حصہ دیتے ہو۔ بیوہ عورت کے ستانے میں باز آتے ہو اس کا حق اسکو دیتے ہو۔ شریعت پر تمہارے فیصلے ہوتے ہیں۔ قرآن شریف سمجھکر وغیرہ وغیرہ پڑھتے ہو۔

سلیمان۔ نہیں یہ تو بات نہیں ہے۔

نعمانی۔ بس قادیانی رسول یہی کہتا ہے کہ مسلمان بنو عمل کر کے دکھاؤ۔ جو کہو وہ کرو۔ قرآن شریف پر عمل کرو قرآن شریف کو طوطے کی طرح مت پڑھو۔ سمجھ سوچ کر بغرض عمل پڑھو۔

سلیمان۔ معلوم ہوا کہ تم قادیانی مرزا صاحب کو رسول کہتے ہو

نعمانی۔ سچ پر کہتا ہے۔ ہم رسول کیا نہیں۔ پہلا رسول رسول کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے رسول کہتا ہے۔

سلیمان۔ یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین تھے۔ سب سلسلہ رسالت و نبوۃ ختم ہو چکا۔ اب کوئی رسول ہوا نہ ہو۔

نعمانی۔ یہ تو بڑی بے ادبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ آپ کے بعد سب دفتر گاؤ خورد ہو گیا۔ اس اُمت کی بد قسمتی کو اچھا رسول آیا کہ سب نعمت عظمت رسالت و نبوت کا دروازہ بند کر گیا۔

سلیمان۔ بس یہی تو صفت رسول کی ہے کہ سب کچھ گم ہو گیا۔

اگر گم نہیں ہوا۔ تو خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں۔

نعمانی۔ بھائی عقل کرو۔ سمجھو خاتم النبیین کے یہ معنے نہیں ہیں جو تمہارے مولویوں نے تم کو سمجھائے ہیں۔ خاتم کے معنے مُہر کے ہیں یعنی حضرت رسول کریمؐ کا مرتبہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جو نبی یا رسول پہلے ہوا وہ بھی آپ کی مُہر سے ہوا۔ اور جو آیندہ آپ کے بعد نبی ہو وہ بھی آپکی مہر سے ہو۔ یعنی آپکے زمانہ سے براہ راست آپکی مہر کے بغیر علیحدہ نبی نہیں ہو سکتا ہے اور جو تنزل کے طور پر ہم یہی معنے لیں کہ جو تم اور تمہارے مولوی کہتے ہیں۔ تو اسکے یہ معنے ہوئے کہ جو نبی آپ سے پہلے ہوئے ان سب کو ختم کر دیا وہ اب نہیں آسکتے ہیں مثلاً تم جو پیدا ہوئے تو تم نے اپنے سے پہلوں کو ختم کر دیا یا کہ آگے کو بھی سلسلہ نسل ختم کرو گے۔

اشرف۔ یہ بات واقعہ میں ٹھیک ہے۔ جو ختم چیز ہوتی ہے وہ پہلی ہوتی ہے۔ آیندہ کو نہیں۔ سلیمان۔ لگا ایچ پیچ کہنے آخر کار تنگ ہو کر اُٹھ کر چل دیا۔ اور کہہ گیا ہم لوگ اندھے جاہل ہیں نہ آپ کو جھوٹا کہہ سکتے ہیں نہ اور مولویوں کو۔ اب پھر حاضر ہونگا۔ عبد الغفار خان

خوشخبری

ہمارے ان احباب کے لئے جو جناب خان صاحب ذو الفقار علی خان صاحب رامپوری سے واقفیت رکھتے ہیں یہ بات بڑی خوشی کی ہوگی۔ کہ وہ خدا کے فضل اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی بدولت ایک بہت بڑے ابتلاء سے بال بال بچ گئے۔ الحمد للہ۔ ہم آپ کو اور آپکے تمام خاندان کو مبارکباد کہتے ہیں۔

پیغام قبلہ میر صاحب کے نام

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ جس شہر میں تشریف فرما ہوں۔ وہاں کے احباب میں سے کوئی صاحب فی الفور اطلاع دیں۔ اور یہ کہ آئندہ حضرت موصوف کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ قادیان کب تک تشریف فرما ہونگے۔ اور میر صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کیجئے کہ وہ اپنی خیر خیریت ہر دوسرے روز بھیجتے رہیں۔ موجودہ طرز عمل سے انکے گھر میں پریشانی ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۲ ستمبر ۱۹۱۶ء

اطمینان قلب کسطرح حاصل ہوتا ہے

دنیا کے مال و دولت سے نہیں

نمبر (۱)

انسانی زندگی کی وہ بے بہا دولت اور بیش قیمت پونجی جسے اطمینان قلب کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ اور جسکے بغیر حیات انسانی کے قصر ناپائدار کی زیب و زینت کو بے آب سمجھا جاتا ہے۔ ایک ایسی پیاری اور فرحت افزا چیز ہے۔ کہ جسکے حصول کے لئے ہمیشہ سے بڑی بڑی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ اور جب تک یہ دنیا موجود ہے اس وقت تک کی جاتی رہینگی۔ لیکن جسطرح ہر ایک مدعا اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ہر ایک مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اسکے حصول کے جائز اور درست طریق پر عمل نکیا جائے۔ اسی طرح اس گوہر مقصود کے حاصل کرنے کے لئے بھی غلط طریق اختیار کرنے کی وجہ سے اکثر انسانوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اور بجائے کچھ حاصل کرنے کے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ وہ بھی کھو دیا ہے۔ انہوں نے اطمینان قلب کے لئے سیم و زر اور درہم و دینار کو ذریعہ سمجھا۔ اور اس لئے سمجھا۔ کہ دنیا کے عیش و آرام کے اکثر سامان اور نفس پرستی و شکم پروری کی بہت سی چیزیں اسی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ لیکن انہیں یہ نہ سمجھ آئی۔ کہ وہ سکینت قلب جس کے لئے ہم یہ بات کہہ رہے ہیں اس سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اب تک کسی کو حاصل ہوئی ہے ؛

اگر ایسے لوگ ازمنہ ماضیہ کی باتوں کو جانے دیتے۔ کہ بہت دور کے جھگڑے تھے۔ اپنے گردوپیش کے واقعات پر ہی نظر ڈالتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ ہمنے جو کچھ سمجھا ہوا ہے وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر مال و دولت روپیہ اور پیسہ اطمینان قلب کا موجب ہوتا۔ تو آج یورپ و امریکہ کے ان مشہور و معروف دولتمندوں سے بڑھ کر کوئی مطمئن خاطر نہ ہوتا۔ جن کی سالانہ آمدنی لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ تک ہوتی ہے۔ لیکن وہ بھی اس سے محروم ہی رہتے ہیں ؛

اس میں شک نہیں کہ دنیوی آرام و آسائش کے حصول میں روپیہ پیسہ کا بہت بڑا تعلق ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اطمینان قلب جو انسانی زندگی کے لئے بطور ستون کے ہے اسکے ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص جسکو پیٹ بھر کے کھانے کو اور جی بھر کر پہننے کو میسر نہ آتا ہو۔ لیکن اسے اطمینان قلب حاصل ہو لیکن یہ ممکن نہیں کہ ایک ایسا شخص جسے آٹھوں پہر دولت کے جمع کرنے کی فکر دامنگیر رہتی ہو۔ وہ بھی آرام کی گھڑی پا سکے۔ واقعات دنیا اس بات کی بڑے زور سے شہادت دے رہے ہیں کہ جس قدر کسی دل میں دولت کی حرص ہوا زیادہ ہوتی ہے۔ اور جسقدر کسی کے پاس روپیہ پیسہ زیادہ ہوتا ہے اسی قدر وہ زیادہ قلب محزون اور دل شکستہ رکھتا ہے۔ اور اسی قدر اسے رنج و الم اور حزن و ملال سے زیادہ مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ یہاں ہم اپنے ناظرین کو مثال کے طور پر چند ایک ایسے افراد سے روشناس کرا دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ جنکے پاس نہ روپیہ کی کمی تھی۔ نہ مال کی حاجت تھی۔ نہ دولت کا گھاٹا تھا۔ نہ ثروت کی احتیاج تھی۔ لیکن انکی زندگی کا آخری منظر ایسا روح فرسا اور دل دوز تھا کہ جسے دیکھ کر ایک مفلس اور نادار جسے اطمینان قلب اور سکینت دل حاصل ہو۔ اس بات پر ہزار شکر کریگا کہ مجھے خداوند تعالیٰ نے ان ایسا دولتمند نہیں بنایا ؛

اسوقت دنیا میں سب سے بڑا دولتمند امریکہ کا ایک سوداگر مسٹر راک فیلر ہے۔ جسے امریکہ میں مٹی کے تیل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ انکی ایک ایک منٹ اور سکینڈ کی آمدنی لاکھوں روپیہ تک کی ہے لیکن اس کا معدہ اس قدر ضعیف اور کمزور ہے۔ کہ وہ کوئی اچھی چیز کھا کر ہضم نہیں کر سکتا اس لئے ڈاکٹر اسے ہمیشہ پرہیزی کھانا ہی کھلاتے ہیں۔ اور کبھی کوئی عمدہ چیز نہیں کھانے دیتے۔ کیا اسکی حالت کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا۔ کہ اسقدر آمدنی کے باوجود اس کا وہ دل خوش ہوتا ہوگا۔ جسے ایک پیسہ کی چیز بھی حسب منشاء کھانے کو نہیں دیجاتی۔ پھر کیا اس کا قلب اسقدر دولت سے مطمئن ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے لئے تو یہ دولت باعث تکلیف اور رنج ہو رہی ہوگی۔ اور وہ اسے دیکھ دیکھ حسرت اور افسوس کے آنسو بہاتا ہوگا۔ اسکی حالت اس مفلس اور نادار سے بھی بہت زیادہ قابل رحم ہے جسے کھانے کو دوسرے تیسرے دن خشک اور سوکھے ٹکڑے ملتے ہوں مگر اس کا معدہ صحیح اور درست ہو۔ کیونکہ اس کے لئے وہ سوکھے ٹکڑے ہی نعمت غیر مترقبہ ہیں

یہ تو ایک ایسے شخص کی مثال ہے جو ابھی تک زندگی اور موت کی باہمی کشمکش میں گرفتار ہے۔ اور جو ابھی اسبات کی امید رکھتا ہے کہ ممکن ہے میرا معدہ درست ہو جائے۔ اور میں لذات دنیوی سے بہرہ اندوز ہو سکوں۔ لیکن ان حسرت زدوں کی مثال بہت ہی درد انگیز ہے جو باوجود بہت بڑے مالدار اور دولتمند ہونے کے صفحۂ دنیا پر آرام و اطمینان کی گھڑی نہ پا سکے۔ اور آخر کار سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دوسری دنیا میں چل بسے ؛

کرپ کے نام سے ہمارے بہت سے ناظرین واقف ہونگے۔ یہ یورپ میں سب سے بڑے توپ سازی کے کارخانہ کا مالک تھا۔ تمام سلطنتیں اسکے ہاں کی بنی ہوئی توپوں کی خریدار ہیں۔ اس کا کارخانہ جرمنی میں ہے۔ جسکی وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سینکڑوں میل ریل کی سڑک اسکے اندر بنی ہوئی ہے اور لاکھوں روپے مزدوروں اور کاریگروں کو تنخواہ بٹتی ہے۔ قیصر جرمن کو اس کے تیار کردہ سامان حرب پر خاص طور پر ناز ہے۔ لیکن کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ کرپ کو ایک ایسا صدمہ پہنچا۔ کہ اس نے جینے سے مرنا اچھا سمجھا۔ اور خودکشی کر لی۔ اب اس کے کارخانہ کی مالکہ اس کی اکلوتی بیٹی ہے۔ جو دنیا کے کئی بادشاہوں سے بھی زیادہ دولتمند ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کرپ کو اس کے مال و دولت نے کوئی نفع پہنچایا۔ یا کچھ آرام دیا۔ ہرگز نہیں۔ پھر دوران جنگ میں ہی ریوٹر ایجنسی کے سب سے بڑے مالک ریوٹر نے اپنی بیوی کے مرنے کی وجہ سے خودکشی کر لی تھی۔ یہ شخص بھی ایک مشہور دولتمند تھا

اور اتنی بڑی خبروں کی ایجنسی کا مالک تھا کہ جسکی شاخیں اور ایجنسیاں تمام دنیا کے ہر حصہ میں قائم ہیں۔ لیکن اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر کے بتا دیا۔ کہ اس میں اتنی بھی ہمت اور طاقت نہ تھی جتنی ایک ایسے نادار اور مفلس میں ہوتی ہے۔ جو تغیرات زمانہ کا مقابلہ بڑے استقلال کے ساتھ کرتا ہے ٭

یہ اور اسی قسم کے اور ہزار ہا واقعات ثبوت ہیں اس بات کا۔ کہ صفحہ عالم پر اطمینان قلب اور سکینت دل نہ مال سے حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ دولت سے۔ نہ جاہ سے نہ جلال سے۔ نہ خدم سے نہ حشم سے۔ بلکہ اس کے حاصل ہونے کا کوئی اور ہی ذریعہ ہے جسے ہم انشاء اللہ آیندہ بیان کرینگے ٭

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

ایک وقت تھا۔ جبکہ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی پر اہل پیغام ایسے ایسے گندے اور بیہودہ اعتراض کرتے تھے۔ کہ جن کو پڑھ کر انسانیت اور شرافت شرم کے مارے سر چھپاتی پھرتی تھی۔ لیکن ایک وقت اب ہے۔ کہ وہی پیغامی بعض اغراض کے ماتحت مولوی صاحب موصوف کو کچھ کا کچھ بنا رہے ہیں۔ اس میں اس طرق سے بھی وہ جلے دل کے پھپھولے ہی پھوڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم پیشتر ازیں ثابت کر چکے ہیں۔ اور ان سے اسی بات کی توقع ہے۔ جب انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی شان مبارک میں گستاخی اور بے ادبی کرنے سے دریغ نہ کیا تو اور کون ہے۔ جس کا ادب انہیں ملحوظ خاطر ہوتا ہمیں سخت تعجب ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف نے ان سے کیونکر راہ و رسم کی طرح ڈالی ہے۔ اور ان کے گذشتہ سلوک سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہم پیشتر ازیں بھی کسی قدر ان ناروا کلمات کا ذکر کر چکے ہیں جو اہل پیغام کی طرف مولویصاحب کی شان میں کہے گئے ہیں۔ اور آج بھی اسی قسم کے ایک فقرہ کو گوش گزار ناظرین کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے یہی فائدہ مند ثابت ہو جائے اور اہل پیغام کی اندرونی حالت سے مولوی صاحب موصوف کو واقف کر دے ٭

پیغام جلد ۲ نمبر ۹ کے صفحہ تین پر یہ الفاظ شائع ہوئے تھے کہ

"دو وہ روپیہ جو مولوی محمد احسن گھر بیٹھے پانچ سال سے لے رہے ہیں کس کام کے عوض میں ہے؟" گویا ان کے نزدیک مولوی صاحب جو وظیفہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے لیتے ہیں۔ اسکے عوض میں کوئی کام نہیں کرتے۔ اور یونہی ایک معقول رقم وصول کر رہے ہیں۔ ممکن ہے اب انہیں اس سوال کے جواب کی بھی ضرورت نہ رہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے ایک رسالہ لکھ کر شائع کر دیا ہے۔ تاہم جس قلم اور زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے۔ اسکے نزدیک مولویصاحب کی جو قدر ہے۔ وہ معلوم ٭

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ

الاسلام

صرف تعلیم الاسلام ہی کامل ہے

قرآن کریم جو دعویٰ کرتا ہے اسکے دلائل بھی خود ہی دیتا ہے

قرآن کریم کو دوسری کتب پر یہ ایک بڑی فضیلت ہے کہ جو دعویٰ کرتا ہے اسکی دلیل بھی خود دیتا ہے۔ دوسری کتب میں یہ نقص ہے کہ دعویٰ تو وہ خود کرتی ہیں۔ لیکن ثبوت اور دلیل کے وقت خود خاموش اور اپنے پیرووں کو اپنا دھیں بناتی ہیں۔ لیکن جو کتاب اپنی تائید انسانوں سے کراتی ہے وہ انسانوں کی کیا اصلاح کر سکتی ہے۔ دیگر کتب تو دعویٰ کرینگی کہ خدا ہے۔ لیکن اس کا ثبوت کہ خدا ہے کچھ نہیں دینگی ٭

دیگر کتب میں دلائل کیوں نہیں۔

اسکی ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک ذی علم شخص جب گفتگو کرتا ہے تو اپنے مخاطب کی لیاقت اور فہم کے مطابق کرتا ہے۔ مثلاً باپ اپنے چھوٹے بچے کو ایک کڑوی دوائی پینے کا حکم دیتا ہے۔ تو اس کے سامنے اس کے مفید ہونے کے مختلف دلائل اور ثبوت نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کا ذہن اس قابل نہیں کہ دلائل کو سمجھے لیکن اس سے متکلم کی کلام کا نقص ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ مخاطب کی قابلیت ہی ایسی ہے کہ اس سے اسی قسم کا خطاب کیا جاوے ٭

پس ابتدائی کتب سماوی میں بھی اسی لئے دلائل نہیں دئے گئے۔ کہ اسوقت کے لوگوں کی روحانیت بچپن کی حالت میں تھی۔ لیکن جسطرح جب بچہ بڑا لائق اور ہوشیار ہو جاتا ہے۔ تو وہ خود ہی دعویٰ کے ثبوت میں دلائل مانگتا ہے۔ اور اس وقت دعوے کے ساتھ دلائل بھی اسکو بتلانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح چونکہ روحانیت پر کمال کا زمانہ آنا تھا۔ انسانی علم اور عقل نے اپنے کمال کو

پہنچنا تھا۔ اور ہر دعوے کے ساتھ دلائل طلب کئے جانے تھے۔ اس لئے قرآن کریم نے دلائل بھی ساتھ ہی بیان فرما دئے۔ چنانچہ بطور نمونہ کے قرآن کریم کی ایک سورۃ کی تفسیر دعویٰ اور دلائل کے ساتھ ذیل میں تحریر کی جاتی ہے۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم پاکی بیان کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے تمام وہ اشیاء جو آسمان و زمین میں ہیں یعنی جسطرح مصنوعات کی خوبیاں صانع کی خوبیوں اور کمال پر دلالت کرتی ہیں اسی قانون کے مطابق تمام مخلوقات کی صنعت پر حکمت خدا تعالیٰ کی ذات کی خوبی اور کمال پر دلالت کرتی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی ہر ایک صنعت زبان حال سے اسکی ذات کو بے عیب بتاتی اور اسکی پاکی بیان کرتی ہے۔ جو کہ ملک یعنی بادشاہ ہے ٭

دعاوی اور دلائل

اب سوال ہو سکتا ہے کہ بادشاہ تو بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کی عملی حالت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ لیکن قدوس ہوں۔ ان عیوب سے منزہ ہوں۔ جو بادشاہوں میں خیال کئے جا سکتے ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے۔ مان لیا کہ خدا بادشاہ بھی ہے اور قدوس بھی ہے۔ لیکن بہت سے بادشاہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی دوسرے بادشاہ سے مغلوب ہوتے ہیں۔ جواب دیتا ہے۔ العزیز۔ میں کسی کا مغلوب نہیں۔ بلکہ سب پر غالب ہوں اب سوال ہوتا ہے کہ جب وہ بادشاہ بھی ہے۔ قدوس بھی ہے۔ سب پر غالب بھی ہے تو کیا وجہ ہے کہ بہت سے لوگ اسکے احکام کی نافرمانی کرنیوالے بلکہ اسکی ذات سے بھی انکار کرنیوالے اور اسکو گالیاں دینے والے دنیا میں موجود ہیں۔ وہ کیوں ان کو جلد پکڑتا اور سزا نہیں دیتا۔ اس کا جواب دیا۔ الحکیم۔ اپنی حکمت اور مصلحت کی وجہ سے انکو جلد نہیں پکڑتا اور ڈھیل دیتا ہے۔ لعلھم یضرعون کہ شاید وہ اپنی اصلاح کریں۔ اگلی آیت میں ان دعاوی کا عملی ثبوت دیتا ہے۔ فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

دعاوی کا عملی ثبوت

دعوے تھا کہ میں بادشاہ ہوں

بادشاہ اپنی رعایا کے لئے اپنے حکام کی معرفت قانون کرتا ہے تا اسکی اتباع سے رعایا امن کی زندگی بسر کرے۔ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایٰتہٖ۔ کہ میرے بادشاہ ہونے کا یہ ثبوت ہے۔ کہ میں نے دنیا کی راہنمائی کے لئے اپنے رسول کی معرفت ایک قانون (قرآن) بھیجا ہے۔ جسکو وہ پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ دوسرا دعویٰ ہے کہ میں قدوس ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارا رسول ان امیوں کو تمام عیوب سے پاک کرتا ہے۔ جب ہمارے رسول میں یہ خوبی ہے کہ وہ دوسروں کو پاک کرتا ہے۔ تو ہماری ذات تو بدرجہ اولیٰ پاک اور قدوس ہونی چاہیئے اور ہے تیسرا دعویٰ تھا کہ میں سب پر غالب ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارا رسول ان ان پڑھوں کو قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب کا علم سکھاتا ہے۔ ایک انٹرنس پاس شدہ کو الیف۔ اے کا کورس سمجھا دینا اور پڑھا دینا بہت آسان ہے۔ کیونکہ اس میں الیف۔ اے کورس کے سمجھنے کی استعداد پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ خوبی طالب علم کی سمجھی جائیگی۔ لیکن ایک اُستاد جو پرائمری کے طالب علم کو الیف۔ اے کا کورس پڑھا اور سمجھا دیتا ہے۔ اسمیں استاد کی لیاقت اور قابلیت کا ثبوت ملتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے استدلال بالاولیٰ سے یہ ثبوت دیا ہے کہ جب ہمارے رسول میں یہ قدرت ہے کہ اس نے بالکل ان پڑھوں کو بے نظیر عالم بنا دیا۔ تو جس نے اس رسول کو پیدا کیا۔ اور اس میں ایسی ایسی قوتیں رکھیں۔ اسکے غالب اور باقدرت ہونے میں کہاں شک رہ جاتا ہے۔

چوتھا دعویٰ تھا کہ الحکیم۔ میں حکیم ہوں۔ اس کا ثبوت یہ دیا کہ والحکمۃ۔ ہمارا رسول ان اُمیوں کو حکمت سکھلاتا ہے اس لئے ہم بدرجہ اولیٰ حکیم ہوئے۔

دنیا کے لحاظ سے دیکھو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حکمت سکھائی۔ کہ جہاں کے فاتح ہو گئے۔ دین کے لحاظ سے دیکھو تو وہ پختہ دلائل دئے۔ کہ کوئی غیر مذہب والا مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین۔ اگرچہ اس سے پیشتر وہ کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ یعنی یہ سب اصلاح انکی اس وقت ہوئی۔ جبکہ انکی روحانی اور جسمانی حالت دونوں بالکل گر چکی تھیں اور انکی یہ حالت کوئی مخفی نہ تھی۔ بلکہ مبین بالکل ظاہر تھی۔ جسے کہ اپنی زبان سے اقرار کرتے تھے کہ نحن قوم اُمیّون۔

کوئی شخص کہہ سکتا تھا۔ کہ مان لیا کہ یہ اتنا بڑا قابل شخص ان اُمیّوں میں پیدا ہو گیا۔ مگر یہ ایک اتفاقی امر ہے۔ اب خدا کوئی بھیجے تو جانیں۔ اس کے متعلق فرمایا۔ یہ اتفاقی امر نہیں۔ بلکہ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ ایک گروہ جو انہی اُمیّوں کی طرح کا ہو گا۔ انمیں بھی اللہ تعالیٰ ایک ایسا قابل شخص جو رسول ہو گا پیدا کریگا۔ اور اس لئے کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے۔ کہ اس موعود نبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے قابلیت اور لیاقت حاصل کر لی، ہم ایسے لوگوں میں اسکو پیدا کرینگے۔ جو بہت پیچھے آنیوالے ہیں۔ پس اتفاقی بات کے متعلق کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آیندہ پھر ایسا ہو گا۔ اس آیت میں اس موعود نبی کی حیثیت بھی بتا دی کہ گویا آنحضرت ہی دوبارہ آئینگے۔

دوبارہ آمد کا مطلب۔ اسی واسطے بعض صحابہ نے یہ آیت پڑھ کر آپ سے سوال کیا۔ کہ کیا حضور ہی دوبارہ تشریف لاوینگے۔ تو آپ مسکرا پڑے۔ اور حضرت سلمان فارسی کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ کہ وہ اسکی نسل میں سے ہو گا۔ اس سے آنحضرت صلعم نے اپنے دوبارہ آنے کا یہ مطلب بتایا کہ آپ کا کوئی نمونہ آئیگا۔

مگر افسوس مسلمانوں پر کہ وہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کا مطلب اسکے برعکس یہ لیتے ہیں کہ حضرت مسیح ہی بذات خود تشریف لاوینگے۔ اور یہی دھوکہ پہلے حضرت ایلیاء کے دوبارہ آنے کے متعلق یہود کھا چکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی خیال کیا کہ حضرت عیسیٰ سے پہلے ایلیا نبی نے بذات خود آنا ہے۔ حالانکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ تھا۔ کہ ایلیاؑ کے ہمرنگ کوئی شخص آئیگا۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے بتایا وہ حضرت یحییٰ تھے۔ مگر مسلمانوں نے اس واقعہ سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔

پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ایک اور نبی کی پیشگوئی بیان کرکے آنیوالی اُمتوں کے لئے بھی اپنی صداقت کا بیّن ثبوت دیدیا۔ تا وہ بھی خدا کی معجز نما کلام سے ایمانی ترقی حاصل کریں۔ پھر بتا دیا۔ کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ اس موعود نبی کی دماغی بناوٹ کا کوئی نتیجہ ہو گا۔ کہ وہ اتنا بڑا قابل ہو گا۔ بلکہ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔ اسپر بھی خدا ہی کا فضل ہو گا۔

اب یہ سوال ہو سکتا تھا کہ جس صورت میں آنحضرتؐ جیسا اولو العزم نبی دنیا کی راہنمائی کے لئے آگیا۔ اور قرآن کریم جیسی پاک کتاب ہمارے ہاتھ میں دے گیا۔ پھر کسی دوسرے نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً بئس مثل القوم الذین کذبوا بایٰت اللّٰہ واللّٰہ لا یھدی القوم الظٰلمین۔ کہ ان ماننے والوں کی حالت اسوقت ان لوگوں کی طرح ہو جائیگی۔ جن کو تورات دیگئی۔ پھر انہوں نے اسپر عمل نہ کیا۔ گویا کہ وہ گدھے ہیں۔ جن پر کتابوں کا بوجھ لادا ہوا ہے۔ اور انکی حقیقت سے وہ بے خبر ہیں۔ بہت بری مثال ہے اس قوم کے جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرتی ہے۔

دیکھو یہود کی طرف حضرت موسیٰ جیسا اولو العزم نبی آیا۔ اور تورات جیسی ہدیً و نور اور تفصیلاً لکل شیئٍ کتاب ان کو دیگئی۔ لیکن وہ اسپر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مکذب آیات اللہ قرار پائے۔ جسکی وجہ سے پھر نبی کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا۔ اسی طرح مسلمان بھی باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کے اور باوجود اسکے کہ قرآن جیسی پاک کتاب ان کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن اسپر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس وقت مکذب آیات اللہ قرار پا گئے۔ اس لئے ضرورت ہوئی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے اس برگزیدہ کو بھیجے۔ جس کا اس نے وعدہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام کے نام آ گیا۔ مبارک ہے۔ جو اس کو قبول کرے اور ابدی سکھ پاوے۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اعتراف

مولوی عمادی کی زبانِ قلم سے

از جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (مولوی فاضل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربی زبان کے متعلق متعدد مرتبہ اپنی زندگی میں اپنی مختلف تصانیف کے ذریعہ بڑے زور اور تحدی سے اس دعویٰ کو درج کیا ہے کہ عربی زبان مجھے الہام الٰہی کے ذریعہ سکھائی گئی ہے۔ اور اس کے حقائق اور معارف پر مجھے وحی ربانی سے اطلاع دی گئی ہے۔ اور آپ نے اس دعویٰ کا اہل دنیا کے سامنے عملی ثبوت دینے کے لئے کئی ایک کتابیں عربی زبان میں تصنیف فرمائیں۔ اور تمام دنیا کے علماء کو خواہ وہ عرب ہوں۔ یا عجم۔ ان کا مثل بنانے کا بڑے زور سے چیلنج دیا۔ اگرچہ آپ کے مخالفین نے بیجا عناد اور ناروا دشمنی کی وجہ سے ان کے لاثانی اور بے نظیر ہونے کا اعتراف تو نہ کیا۔ لیکن باوجود مخالفت شدید اور عداوت قلبی کے ان کا آپ کے مقابلہ میں نہ آنا اس بات کا عملی ثبوت اور زبان حال سے صریح اقرار تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعوےٰ بالکل صحیح اور درست ہے۔ لیکن سچائی آخر سچائی ہی ہے اور حق حق ہی ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی اسے بغض و عناد کے پردہ میں چھپائے۔ اور اس کے انکار پر کتنا ہی مصر ہو۔ پھر بھی وہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ اور ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات انسان کو اس کا اعتراف کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں رہتا۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان ایک خوبی کو اس لئے نظرانداز کر جاتا اور اس پر سے بے توجہی کے ساتھ گذر جاتا ہے۔ کہ صاحب خوبی کے ساتھ اسے دلی بغض اور ذاتی عناد ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہی خوبی کسی ایسے شخص کے ذریعہ ظاہر ہو جس کے ساتھ اس کو تعلقات محبت ہوں۔ یا کم از کم جس کی عداوت اور بغض سے اسکا دل خالی ہو۔ گو وہ اس کا [illegible] نہ بھی ہو۔ تو فوراً اس کی تعریف اور توصیف کے گن گانے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ بعینہٖ اسی قسم کا ایک معاملہ اس وقت ظہور پذیر ہوا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک کتاب بنام "ام الالسنہ" شائع کی تھی۔ جس میں کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "منن الرحمٰن" سے بعض دلائل کو لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ عربی ایک کامل الہامی زبان ہے۔ اور دیگر تمام زبانیں اسی سے ماخوذ ہیں۔

اس کتاب پر اخبار "العصر" میں ہماری نظر سے ایک ریویو گذرا ہے۔ جو ایک ایسے آدمی کی قلم سے نکلا ہوا ہے۔ جو مشہور معروف اہل قلم شمار ہوتا ہے۔ اور جس کی فضیلت اور کمال مخالفین کے نزدیک مسلم ہے۔ آپ کا نام مولوی عبداللہ العمادی ہے۔

اس ریویو میں مولوی صاحب موصوف نے خواجہ صاحب اور ان کی کتاب اور اسکے دلائل کی نسبت بہت ہی تعریف لکھی ہے۔ اور یہ تعریف ایک لحاظ سے بالکل بجا اور درست ہے۔ لیکن جو دلائل خواجہ صاحب کی کتاب میں درج ہیں۔ اگر یہی دلائل حضرت اقدس فداہ روحی وجسمی کی کتاب میں سے مولوی عمادی صاحب کی نظر سے گذرتے تو شاید آپ ایک لفظ بھی تعریف و توصیف کا زبان پر نہ لاتے۔ اور اپنی قلم کو اس کے لئے کبھی بھولے سے بھی حرکت نہ دیتے۔ یا اگر انہیں یہی معلوم ہوتا۔ کہ گو میں خواجہ صاحب اور ان کی کتاب کی تعریف میں رطب اللسان ہو رہا ہوں۔ مگر دراصل یہ الفاظ حضرت مرزا صاحب کی شان میں کہے جا رہے ہیں۔ تو وہ کبھی بھی اس ریویو کے لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔

خیر اس امر کو میں یہیں چھوڑتا ہوا اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ اور ناظرین کرام کو بتاتا ہوں۔ کہ کن پُرزور الفاظ میں مولوی عمادی صاحب نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ عربوں کا محض یہ دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کہ ہماری زبان الہامی زبان ہے۔ لیکن اس دعویٰ کو تیرہ سو برس میں ایک شخص بھی بپایہ ثبوت نہ پہنچا سکا۔ اگرچہ بعض عظیم الشان محققین نے کوشش بھی کی۔ مگر وہ بھی آخر بہتیری چھان بین اور تحقیق کے بعد تردد اور اضطراب کی حالت میں ہی اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اور کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہونچ سکے۔ اور وہ پہونچتے بھی کیوں۔ جبکہ ازل سے یہ مقدر تھا۔ کہ اس عظیم الشان کامیابی کا سہرا ہمارے مبلغ اسلام خواجہ کمال الدین صاحب کے ہی سر پر بندھے۔ (خواجہ صاحب کے نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے سر پر بندھے)

پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ صریح الفاظ میں اس امر کا بھی اعتراف کر لیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے جو کچھ لکھا۔ الہام الٰہی سے لکھا۔ اور انسانی طاقت سے باہر ہے۔ کہ اس عظیم الشان موضوع پر وہ ایسے دلائل لا سکے۔ جو خواجہ صاحب نے اپنی کتاب میں درج کئے ہیں۔

ہمارے معزز ناظرین شاید حیران ہو کر کہدیں۔ کہ یہ کسطرح ثابت ہوا۔ کہ مولوی عمادی صاحب خواجہ صاحب اور ان کی کتاب کی تعریف کرتے ہوئے دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور ان کے ریویو کو حضرت اقدسؑ کی صداقت سے کیا تعلق۔ سو یاد رہے۔ کہ خواجہ صاحب نے جیسا کہ میں پہلے بھی اشارہ کر آیا ہوں۔ تمام وہ دلائل جن سے انہوں نے اپنی کتاب کو مزین کیا ہے۔ سب کے سب اور حرف بحرف حضرت اقدس کی کتاب "منن الرحمٰن" سے اخذ کئے ہیں۔ جن کو ابھی ہم انشاءاللہ بالتفصیل دکھائیں گے۔

پس جب ہمیں یہ پتہ لگ گیا۔ کہ جس خوبی کی وجہ سے مولوی عمادی صاحب نے خواجہ کی تعریف کی ہے۔ اور جن دلائل کی وجہ سے اس کی کتاب "ام الالسنہ" کو الہامی کتاب کہا ہے۔ وہ خوبی دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوبی ہے۔ اور ان دلائل کو حیز وجود میں لانیوالے درحقیقت حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ تو لا محالہ وہ تمام تعریف اور مدح لوٹ کر حضرت اقدس (فداہ روحی وجسمی) کی طرف آئے گی۔ وھو المدعی۔

پیشتر اس کے کہ میں یہ ثابت کروں۔ کہ خواجہ صاحب نے تمام دلائل حضرت اقدس کی کتاب سے اخذ کئے ہیں ناظرین کے سامنے مولوی عمادی صاحب کے ریویو کی بعض عبارتیں جو انھوں نے خواجہ صاحب اور اس کی کتاب کی تعریف میں لکھی ہیں۔ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ ان کو علی وجہ البصیرۃ علم ہو جائے۔ کہ جو کچھ ہم نے مولوی صاحب کی نسبت لکھا ہے۔ بالکل صحیح اور اس میں

ان کا اپنا ہی منشاء ہے ۔

وہ تحریر فرماتے ہیں ۔

"عربوں کا دعوے ہے ۔ کہ اُن کی زبان (عربی) ایک حقیقی الہامی زبان ہے ۔ جو وحی الٰہی سے بنی ہے ۔ اور القائے ربانی سے پیدا ہوئی ہے لیکن علم کا دعویٰ ہے ۔ کہ دنیا جہاں میں کسی زبان کا الہامی ہونا ممکن ہی نہیں" ۔

"علامہ ابو الفتح عثمان بن جنی ایک نہایت قدیم شیخ الادباء گذرے ہیں ۔ جنھیں تاریخ نے علم صرف کا واضع اور مخترع مانا ہے ۔ مصر نے ابھی حال ہی میں اُن کی مشہور کتاب الخصائص ۵۶۹ صفحات پر شائع کی ہے ۔ جسے مشاہیر علماء ادب نے ادبیات عرب کی سائیکلو پیڈیا مانا ہے" ۔

چنانچہ اس کتاب کی بعض عبارتیں نقل کرتے کرتے مندرجہ ذیل عبارت بھی نقل کی ہے ۔

"جیسا کہ ہمارے علماء کہتے ہیں ۔ اور جیسا کہ میں خود تحقیق کر کے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں ۔ کوئی شک نہیں ۔ کہ عربی الہامی زبان ہے ۔ لیکن علم لغت پھر مجھے اس راہ سے ہٹا لیتا ہے ۔ اور میں اسکے خلاف کہنے لگتا ہوں ۔ (کہ تمام دوسری زبانوں کی طرح یہ بھی انسان ہی کی بنائی ہوئی اصطلاحی زبان ہے) میں ان دونوں باتوں میں سخت متحیر ہوں اور ان میں سے کسی ایک رائے پر مستقیم ہو جانا میرے لئے مشکل ہے ۔ بعد میں اگر نتائج تحقیق نے کسی تیسری رائے کی جانب راہبری کی ۔ اور کوئی ایک فیصلہ یقینی کر لیا ۔ تو خدا کی توفیق شامل حال ہونے پر میں اس کو پھر لکھوں گا" ۔

ابن جنی کی اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد مولوی عمادی صاحب ایک نتیجہ نکالتے ہیں ۔ جو کہ ان کے اپنے ہی الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے ۔

"جو فیصلہ ساری عمر میں ابن جنی سے نہ ہو سکا جس فیصلہ کے کرنے میں عرب کی تیرہ سو برس کی تحقیقات کوئی معقول استدلال پیش نہ کر سکی خدا کو منظور تھا ۔ کہ ہمارے نامور مبلغ اسلام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی ۔ اے کی معجز نوازی اس کی تکمیل کرے ۔ اور اس شان سے تکمیل کرے کہ ساری علمی دنیا انگشت بدندان ہو جائے" ۔

پھر آگے چلکر خواجہ صاحب کے کاموں کو شمار کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں ۔

"چوتھا کام وہی ہے ۔ جو اس وقت ہمارے زیر نظر ہے ۔ اور جسکا مفاد یہ ہے ۔ کہ عربی زبان دنیا بھر کی زبانوں کا ماخذ اور الہامی زبان ہے ۔ یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہیں ہے ۔ بلکہ فلالوجی سے ناقابل ابطال دلائل اس کے لئے خواجہ صاحب نے فراہم کئے ہیں اور اس موضوع کے ہر ایک پہلو پر ایسی لطیف دقیق منصفانہ بحث کی ہے ۔ جس سے دنیا بھر کی بہتر سے بہتر انسانی قابلیتیں اختلاف کرنے کی جرأت نہیں کر سکتیں ۔ اور علی وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں ۔ کہ اگر ابن جنی کے ذہن میں بھی ایسے ہی علمی دلائل ہوتے ۔ تو وہ مذبذب ہرگز نہ رہتا ۔ جو کتاب الخصائص میں نظر آ رہا ہے ۔ لیکن خدا کو جب یہ بہترین الہامی کام خواجہ کمال الدین سے لینا تھا ۔ تو ابن جنی کو اس کی توفیق کیونکر ملتی ۔ اس تیرہ سو برس کی طویل مدت میں بڑے بڑے باکمال گذرے ہیں ۔ لیکن یہ کمال اب ظاہر ہونا تھا ۔ اور ایک بدیع المثال کتاب "ام الالسنہ" کی ہیئت میں ظاہر ہونا تھا" ۔

اس کے بعد پھر ایک فرانس کے مشہور فلالوجسٹ موسیو دربے کی اس رائے کا ذکر کرتے ہوئے کہ عربی اور بابلی زبانیں یونانی اور لاطینی زبانوں کی ماں اور ماخذ ہیں ۔ اور دیگر زبانیں یعنی طلیانی ۔ پرتگالی ۔ ہسپانی ۔ فرانسیسی وغیرہ یونانی اور لاطینی سے نکلی ہیں ۔ اسلئے عربی زبان ہی ان کا بھی ماخذ ہے ۔ مولوی صاحب یوں لکھتے ہیں ۔

"یہ دعویٰ ہے ۔ جو ابھی یورپ نے کیا ہے ۔ لیکن اس کی دلیل صرف خواجہ کمال الدین سے بن پڑی ہے جنکی کتاب "ام الالسنہ" کے تحقیقانہ دلائل نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے ثبوت میں کوئی کمی نہیں رہنے دی ۔ یہی نہیں بلکہ یہ کتاب ثابت کر رہی ہے کہ

(۱) عربی ایک زندہ زبان ہے ۔

(۲) نہایت کامل و مکمل زبان ہے ۔ جس میں ہر قسم کا بہترین کامیاب سرمایہ موجود ہے ۔ اور کسی بات میں کسی غیر زبان کی محتاج نہیں ۔

(۳) تمام زبانیں ۔ بولیاں اور لہجے عربی ہی سے ماخوذ ہیں ۔ اور عربی ہی کا تاج سیادت ان سب کے سر پر ہے ۔

(۴) عربی انسان کی بنائی ہوئی اصطلاحی زبان نہیں ہے بلکہ وحی الٰہی کی زبان ہے ۔ خدا نے الہام کی ہے ۔ اور الہام ہی سے اس کی آفرینش ہوئی ہے ۔

خواجہ کمال الدین کے بدیع المثال فضل و کمال کا صحیح اندازہ وہاں ہوتا ہے جہاں انھوں نے "ام الالسنہ" میں ان مباحث پر داد تحقیق دی ہے ۔

پھر اس ریویو کے آخر میں لکھا ہے ۔

غرض کہ یہ کتاب (یعنی ام الالسنہ) ایسی لطیف ہے ۔ جسے خود الہامی کتاب کہہ سکتے ہیں ۔ کہ خاص موہبت الٰہی سے اس کے مضامین القا ہوئے ہیں ۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم ۔

اے معزز ناظرین ! آپ نے مولوی عمادی صاحب کی ان عبارتوں کو دیکھ لیا ۔ کہ انھوں نے خواجہ صاحب کی ان دلائل کو جو انھوں نے عربی زبان کے الہامی اور کامل اور کل زبانوں کا ماخذ ہونے کے بارے میں "ام الالسنہ" میں تحریر کئے ہیں ۔ کس صفائی سے الہامی اور خاص موہبت الٰہی سے القا ہوئے ہوئے قرار دیا ہے ۔ اور کس صراحت کے ساتھ اس بات کا اعتراف کر لیا ہے ۔ کہ تیرہ سو برس سے ایک شخص بھی ان بے عدیل دلائل کو بتیا نہ کر سکا ۔ اب ہم اسکے ذیل میں خواجہ صاحب اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کو ایک دوسرے کے سامنے رکھ دیتے ہیں ۔ تاکہ آپ کو علم ہو جائے ۔ کہ درحقیقت یہ دلائل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں ۔ نہ خواجہ صاحب کے ۔ اور اس تمام مدح کے مستحق دراصل حضرت اقدس ہیں ۔ نہ کہ خواجہ صاحب گو خواجہ صاحب نے بھی یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا کے ماتحت حضرت اقدس کے نام کو چھپا کر ان تمام دلائل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے ۔ اور اس کتاب کو اپنا ایک

عظیم الشان معجزہ قرار دیا ہے ۔ ہم ان کے اس معجزہ کی حقیقت اور ان کی خیانت اور محسن کشی کے متعلق انشاء اللہ آئیندہ لکھیں گے ❖

خواجہ صاحب نے اپنی کتاب "ام الالسنہ" کو چار بابوں پر منقسم کیا ہے ۔ باب اوّل میں تو انھوں نے موجودہ فلالوجسٹس کی تحقیقات کو غلط قرار دینے کی کوشش کی ہے اور کچھ انگریزی اور عربی الفاظ جن کو آپس میں صوری اور معنوی مشابہت ہے ۔ درج کئے ہیں ۔ اس باب پر ہم وہاں لکھیں گے ۔ جہاں خواجہ صاحب کی محسن کشی اور خیانت کا ثبوت دیں گے ۔ لیکن فی الحال دیگر تین بابوں کے متعلق جن میں عربی کی فضیلت کو ثابت کیا گیا ہے ۔ ہم دکھلاتے ہیں ۔ کہ وہ سارے کے سارے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب منن الرحمٰن سے لئے گئے ہیں ۔ کیونکہ مولوی عمادی صاحب کی تعریف اور مدح کا رخ بھی انھی تین بابوں کی طرف ہے ❖

چنانچہ اس کتاب کے دوسرے باب کا ہیڈنگ "ایک کامل زبان" ہے ۔ اس کے متعلق خواجہ صاحب اور حضرت اقدس ؑ کی دلائل کو ناظرین کے غور کے لئے ذیل میں ایک دوسرے کے مقابل لکھدیتا ہوں ❖

خواجہ صاحب کے دلائل

تحقیق السنہ میں جو خاص امداد محققین کو عربی زبان دے سکتی ہے وہ اس کے فرہنگ کی وسعت اور کاملیت ہے ۔ بڑی بات اس کے الفاظ میں یہ ہے کہ جن مفہومات کا اظہار دوسری زبانوں نے مرکب الفاظ فقرات اور جملوں سے کیا ہے ۔ ان کے اظہار کے لئے عربی میں الفاظ اور ان میں بھی کثرت سے مفرد الفاظ موجود ہیں ❖

مختلف جذبات مختلف خواہشات مختلف ضروریات مختلف خیالات انسانی جدا جدا مفرد الفاظ میں اپنا اظہار پالیتے ہیں پھر مختلف مظاہر قدرت کے لئے بھی مفرد الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ اس کتاب میں موجود ہے ۔ ایسی زبان کا مطالعہ بعض وقت انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے کہ کس طرح محدود تمدن و محدود تہذیب کی قوم جیسا کہ اسلام سے پہلے عرب تھے ۔ الفاظ کا اس قدر وسیع ذخیرہ اپنے اندر رکھتی تھی ۔ کہ جن کی ضرورت ایک اعلیٰ درجہ کی تمدن اور مہذب اور علمی دستگاہ رکھنے والی قوم کو ہوا کرتی ہے ❖

اسی طرح گھر کے اور گھر کے باہر سوسائٹی کے الفاظ تجارت کے الفاظ الغرض مختلف ضروریات و حالات

حضرت اقدس کے دلائل

عربی زبان کی خوبیاں بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں ۔

عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنے انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں ۔ دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں ❖

فلا جرم نجدھا کاملۃ فی البیان محیطۃ علی اغراض نوع الانسان ۔ فما من عمل یبدو والی الفراض الزمان ولا من صنعۃ من صفات اللہ الدیان وما من عقیدۃ من عقاید البریۃ ۔ الا ولھا لفظ مفرد فی العربیۃ فاختبر ان کنت من المرتابین وانکنت تقوم للخبرۃ ۔ کطالب الحق والحقیقۃ فواللہ ما تجد امراً من امور صحیفۃ الفطرۃ ۔ ولا سراً من مکتوبات قانون القدرۃ ۔ الا وتجد بحذائہ لفظاً مفرداً فی ھذہ اللھجۃ فدقق النظر ھل تجد قولی کالمتصلفین ۔ کلا بل ان العربیۃ احاطت بجمیع اغراض الصنا کالدائرۃ ۔ وتجدھا وصحیفۃ الفطرۃ کالمرایا المتقابلۃ ۔ وما تجد من اخلاق وافعال وعقائد واعمال ودعوات وعبادات وجذبات وشہوات الا وتجد فیھا بحذائھا مفردات ولا تجد ھذا الکمال فی غیر العربیۃ ❖

ومن العجائب انھا کانت لسان الامیین وما کانوا ان یصقلوھا کالعلماء المتبحرین ولم یکن لھم فلسفۃ الیونانیین ولا فنون الھنود والصینیین ومع ذلک تجدھا افصح الالسنۃ لتعبیر خواطر الحکماء وآراء صدور اھل الآراء کانھا تصورھا کما یصور فی البطن الجنین ❖

ترجمہ

بیشک تو اس زبان کو بیان کرنے میں کامل پائے گا ۔ اور دیکھیگا ۔ کہ انسان کی تمام اغراض پر یہ محیط ہے ۔ قیامت تک نہ کوئی ایسا کام ظاہر ہوگا ۔ اور نہ کوئی اللہ تعالےٰ کی صفت اور نہ کوئی عقیدہ جس کے لئے عربی زبان میں مفرد لفظ موجود نہ ہو ۔ اگر تجھے شک ہے ۔ تو حق اور حقیقت کا طالب بنکر کھڑا ہو ۔ اللہ کی قسم تجھے صحیفہ فطرت میں اور مکتوبات قانون قدرت میں کوئی ایسا امر نظر نہیں آئیگا ۔ جس کے مقابل اس زبان میں مفرد لفظ نہ ہو پس نظر تحقیق سے دیکھ کیا میرے اس قول کو لاف و گزاف مارنے والوں کی طرح پاتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ عربی زبان ہمارے تمام اغراض کو ایک دائرہ کی طرح گھیرے ہوئے ہے ۔ اور اگر تو غور کرے گا ۔ تو تجھے پتہ لگ جائیگا ۔ کہ عربی زبان اور صحیفہ فطرت دو ایسے شیشوں کی طرح ہیں ۔ جو ایک دوسرے کے سامنے پڑے ہوئے ہوں ۔ کوئی خلق کوئی فعل کوئی عمل کوئی عقیدہ کوئی جذبہ کوئی خواہش کوئی عبادت تجھے ایسی نظر نہیں آئیگی ۔ جس کے مقابل عربی زبان میں مفرد لفظ موجود نہ ہو ۔ اور یہ کمال عربی کے سوائے کسی اور زبان میں نہیں پایا جاتا ❖

کیسی ہی عجیب اور حیرت انگیز بات ہے ۔ کہ یہ زبان ان لوگوں کی زبان ہے ۔ جو اُمّی محض تھے ۔ ان میں ہرگز یہ طاقت نہیں تھی ۔ کہ علماء متبحرین کی طرح اپنی زبان کو صیقل کر سکتے ۔ نہ ان کو یونان کے فلسفہ کا علم تھا ۔ اور نہ وہ اہل ہند اور چین کے فنون سے واقفیت رکھتے تھے ۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے ان کی زبان میں یہ خوبی پاؤگے ۔ کہ وہ تمام حکماء کے خیالات کے ادا کرنے اور اہل الرائے کی راؤں کو ظاہر کرنے میں تمام زبانوں سے فصیح ہے ۔ باوجود علم سے بے بہرہ ہونے کے ان کا ان افکار کا نقشہ کھینچنا عین اسی طرح ہے جسطرح پیٹ میں جنین کا نقشہ کھینچا جاتا ہے ❖

اس وقت ہم غیر زبان والوں سے کیا مانگتے ہیں ۔ صرف یہی کہ وہ خوبیاں جو ہم نے زبان عربی میں ثابت کی ہیں ۔ اپنی زبان میں ثابت کر کے دکھلادیں مثلاً یہ بات ظاہر ہے ۔ کہ کامل زبان

خواجہ صاحب کے دلائل

انسانی کے لئے الگ الگ الفاظ موجود ہیں۔

ہمیں تعجب ہے۔ کہ کس طرح مغربی فلاسفر جس سنسکرت کی طرف مائل ہو گئے۔ حالانکہ اس کے مفردات شاید سینکڑوں تک ہیں اور عربی مفردات کی تعداد ہزار در ہزار ہے۔

حضرت اقدس کے دلائل

کے لئے مفردات کا کامل نظام ضروری ہے یعنے یہ واجبات سے ہے۔ کہ کامل زبان جو الہامی اور ام الالسنہ کہلاتی ہے انسانی خیالات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے وقت پورا ذخیرہ مفردات کا اپنے اندر رکھتی ہو۔ ایسے طور پر کہ جب انسان مثلاً ایک توحید کے مضمون کے متعلق یا شرک کے مضمون کے متعلق یا حقوق اللہ کے متعلق یا حقوق عباد کے متعلق یا عقاید دینیہ کے متعلق یا ان کے دلائل کے متعلق یا محبت اور مخالطت کے متعلق یا بغض اور نفرت کے متعلق یا خدا تعالےٰ کی مدح اور تمام اور اس کے اسماء مطہر کے متعلق یا مذاہب باطلہ کے رد کے متعلق یا قصص اور سوانح کے متعلق یا احکام اور حدود کے متعلق یا تجارت اور زراعت اور نوکری کے متعلق یا نجوم اور ہیئت کے متعلق یا طبی اور طبابت اور منطق وغیرہ کے متعلق کوئی مبسوط کلام کرنا چاہے۔ تو اس زبان کے مفردات اس کو ایسے طور سے مدد دے سکیں۔ کہ ہر ایک خیال کے مقابل پر جو دل میں پیدا ہو۔ ایک لفظ مفرد موجود ہو تا یہ امر اس بات پر دلیل ہو۔ کہ جس ذات کامل نے انسان اور اسکے خیالات کو پیدا کیا۔ اسی نے ان خیالات کو ادا کرنے کے لئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کر دیئے

افسوس ہے بعض جلد باز عیسائیوں نے جنھوں نے سنسکرت کو زبانوں سے بڑا سمجھا اور بہت ہی کمزور خیالات کی بناء پر اسکی تعریف کی۔

والاسف کل الاسف علی بعض المستعجلین من المسیحیین والضالین المعتدین انهم حسبوا السان الهند یعنا اعظم الالسنة وعدحوها بالخیالات الواهیة۔

سنسکرت کے روٹ جیسا کہ اس کے فاضل بیان کرتے ہیں۔ صرف چار سو ہیں۔ اور عربی کے ستائیس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

آب اس موازنہ سے ناظرین کرام خود ہی دیکھ لیں۔ کہ کیا خواجہ صاحب نے یہ باب کل کا کل حضرت اقدس ؑ کی کتاب سے سرقہ کیا ہے۔ یا نہیں؟ اس کے بعد ہم انشاء اللہ اگلے نمبر میں باب سوم اور چہارم کے دلائل کا بھی مقابلہ کر کے دکھائیں گے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتّی یحکّموک فیما شجر بینھم

ناظرین کو واضح ہو کہ ہمنے مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے سوال کیا تھا۔ کہ قرآن شریف سے نبی کریم کے حق میں موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ علیہما السلام کا پیشگوئی کرنا ثابت ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ موسیٰ ؑ کی پیشگوئی علےٰ مثلہ کی تصدیق اور سلنا سے قرآن کریم نے کر دی۔ اور یہود و نصاریٰ کو اس سے ملزم بھی کر دیا۔ مگر اسمہ احمد کی تصدیق میں احمد رسول اللہ کہکر نصاریٰ کو کیوں ملزم نہیں کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی بوقت نزول قرآن موسیٰ ؑ کی پیشگوئی کیطرح پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ فلما جاءھم کی ضمیر عیسیٰ ؑ کیطرف پھیر کر اشارتاً بتلا دیا۔ کہ اسکا وقت ابھی نہیں آیا۔ جیسا کہ مفسرین بھی یہ ضمیر حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف راجع سمجھتے ہیں۔ اسکے جواب میں مولوی صاحب کا نوازشنامہ آیا کہ "میرا رسالہ المسجد دیکھو۔ اسمیں آپکے سوال کا جواب ہے۔" افسوس کہ ہمنے وہ رسالہ بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ پڑھا لیکن اس سوال کا جواب تو درکنار وہ رسالہ مولانا صاحب پر سوالات کرنیکا ایک ذخیرہ ثابت ہوا۔ چنانچہ کچھ انمیں سے بطور نمونہ ہدیہ ناظرین ہوتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ کے متعلق کہاں تک مولوی صاحب کا عقیدہ درست ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

سوالات بخدمت مولانا صاحب امروہی از رسالہ المسجد (۱) آپنے لکھا ہے۔ کہ "اسمہ احمد جلالی نام ہے" مگر حضرت مسیح موعود ؑ نے اپنی کتب میں آپکے برخلاف احمد نام جمالی تحریر فرمایا ہے۔ گو معارف قرآنیہ محمد ود نہیں مگر ایک دوسرے کے نقیض بھی نہیں ہو (۲) آپنے لکھا ہے۔ کہ "میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی اقوال و الہامات مرزا صاحب سے مقدم ہے۔" مگر حضرت صاحب ؑ مواہب الرحمٰن میں حدیث صحیح پر بھی اپنے الہامات مقدم سمجھتے ہیں۔ کیونکہ حدیث ظنی اور حضرت مسیح موعود ؑ کے الہامات یقینی ہیں ہو (۳) آپنے لکھا ہے کہ "سلسلہ احمدیہ کے ثبوت کا دارومدار حدیث ہی پر ہوا ہے" مگر حضرت مسیح موعود ؑ حقیقۃ الوحی و شہادت القرآن وغیرہا میں فرماتے ہیں۔ کہ "میرے متعلق صاف لفظوں سے قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے۔" (واقعی صحیح بھی یہی ہے کہ جسکی پیشگوئی تمام انبیاء کے صحف میں موجود ہے اور حضرت نبی کریم ؐ اسکو اپنا باز و قرار دیں اور وہ ثریا سے ایمان لاوے۔ اسکا ذکر قرآن میں ہونا چاہیئے) ہو (۴) آپنے لکھا ہے۔ کہ "میں حضرت مسیح موعود ؑ کے اقوال کو حجت مستقلہ نہیں گردانتا ہوں" مگر مسیح موعود ؑ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ وغیرہ میں فرماتے ہیں۔ کہ "جو شخص مجھے ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراتا اور ہر ایک بات متنازعہ کا مجھ سے فیصلہ نہیں چاہتا۔ وہ مجھ سے نہیں ہو" اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے۔ نہ کہ مسیح موعود ہمارے علم و عقل کا محکوم ہو۔ کیا ابوجہل کے قول قرآن و حدیث کے مطابق جو ہو وہ رد کو دیا جائیگا اسمیں خصوصیت مسیح موعود کی کیا ہوئی) (۵) آپنے لکھا۔ کہ "آیت وآخرین منھم سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت جری اللہ نبی ہیں۔" مگر مسیح موعود ؑ ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ کہ "اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ میں نبی ہوں" (۶) آپنے لکھا کہ "مسیح موعود کا نام من جانب اللہ احمد نہیں" مگر مسیح موعود کتاب لجۃ النور میں فرماتے ہیں۔ کہ "انا المسیح من اللہ بالحمد مع اسماء اخریٰ کما فی مواضعہا" (۷) آپنے لکھا۔ کہ "شعر من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب سے نفی نبوت ثابت ہوتی ہے" مگر حضرت مسیح موعود ؑ اشتہار غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ "میرا یہ قول کہ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ اسکے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں" کیونکہ حضرت صاحب تبع شریعت

سید محمد احسن صاحب امروہوی

اور مسئلہ نبوت مسیح موعود

(از جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

سید محمد احسن صاحب نے ایک رسالہ "القول الممجد فی تفسیر اسمہ احمد" نام حال ہی میں تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا کچھ حصہ بطور نمونہ ۶ جولائی ۱۹۱۶ء کے پیام میں بھی نقل ہوا ہے۔ سید صاحب کی عبارت کو پڑھ کر آپ کے ہر ایک سچے شفیق اور ہمدرد کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوتی ہے۔ کہ کاش! سید صاحب اپنے ان آخری ایام میں ایسی تصنیف کے لئے کہ جو سید صاحب کی فاضلانہ شان اور آپکے ایمان کے اعلےٰ مقام کے لئے ایک عیب ہے قلم اٹھانے کی تکلیف نہ فرماتے۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ سید صاحب اپنی اس موجودہ حالت میں بوجہ پیرانہ سالی کے معذور ہیں۔ اور آپ کی یہ تازہ ترین تصنیف آپکے ان سابقہ عقائد کے سخت خلاف ہے جو آپنے حضرت مسیح موعود اور خلیفہ اوّل کے زمانہ میں مختلف مجالس میں بار بار ذکر فرمائے۔

ہمیں اس بات کا بھی سخت افسوس ہے کہ سید صاحب موصوف نے باوجودیکہ انہوں نے عالی جناب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت بھی کی ہوئی تھی اور آپکے اس حکم کا علم بھی تھا۔ کہ حضرت اقدس نے اپنے مبائعین سے یہ عہد لیا ہوا ہے۔ کہ کوئی مبائع جو آپ سے کسی امر میں اختلاف رکھتا ہو۔ اگر وہ امر تفرقہ کا باعث یا ممد ہو تو اسے ہرگز ظاہر نکیا جائے۔ لیکن افسوس کہ سید صاحب نے نہ ہی عقیدہ سابقہ کے مخالف ہونے کی پرواکی۔ اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد کا پاس کیا۔ حالانکہ قوم کو آپکے تقوٰے سے یہ ہرگز امید نہ تھی۔ جو آپنے ظاہر کیا۔ اور بہت بڑا غضب تو آپنے یہ کیا۔ کہ ابن المسیح کے مقابلہ میں آپ کے جانی دشمنوں کو خوشی کرنے کے لئے اور ان کی امداد میں یہ رسالہ لکھا۔ اور شماتت اعدا کی صورت پیدا کی

نمونہ کے طور پر ہم سید صاحب کی ایک دو باتیں پیش کرتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب نے اس رسالہ میں وہ باتیں لکھی ہیں جو خدا تعالیٰ کی شہادت کے خلاف ہیں۔ آپ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"جنگ حنین میں قبیلہ ہوازن نے جو کفار مقابل میں رسول کے تھے۔ بے طرح تیر برسائے۔ اکثر لوگوں کے پاؤں اُٹھ گئے۔ آپ بغلہ شہباء پر یعنی دلدل پر سوار تھے۔ اسے آپنے آگے بڑھایا۔ اور آپ بطور رجز فرماتے جاتے تھے کہ "انا النبی ولا کذب انا ابن عبد المطلب۔ میں ضرور نبی ہوں۔ بیشک میں بیٹا عبد المطلب کا ہوں لیکن حضرت مرزا صاحب نے الہامات مدت کے بعد صرف دعوٰی مسیح موعود کے ہونے کا کیا۔ اور پھر اس حدیث کے بموجب کہ امامکم منکم بنا ر دعوے میں صرف امامت کا دعوےٰ ہے جو اُمت میں سے ہوتا ہے۔ پس نبی ہونے کا دعوےٰ آپنے نہیں کیا۔ دوسرے ابتدائے دعوےٰ سے لیکر آخر تک سوائے حکم عدل ہونے کے اور کوئی دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ ہاں متعدد کتابوں میں نبی جزوی۔ بروزی۔ ظلی۔ مجازی کا دعوٰی بھی کیا ہے۔ مگر نہ اس شوکت و جلال کے ساتھ جو انا النبی ولا کذب انا ابن عبد المطلب میں ہے۔ کیونکہ آپنے تو صرف محدث پر ہی اکتفا فرمالیا ہے۔"

ناظرین سید صاحب کی اس عبارت کو دیکھیں۔ اور سید صاحب کی حالت پر نظر ڈالیں۔ کیا یہ وہی سید صاحب ہیں جو پہلے تھے۔ یا آپ کی پہلی اور پچھلی حالت میں اس عبارت سے نمایاں فرق ظاہر ہوتا ہے۔ باوجودیکہ قرآن اور حضرت مسیح موعود کا الہام محمد رسول اللہ کی بعث ثانی کے لحاظ سے آپ کو محمد رسول اللہ ہی قرار دیتا ہے۔ اور آپکی پہلی اور پچھلی بعث میں ہلال اور بدر کا فرق بتلاتا ہے۔ اور من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ما رانی کے ارشاد سے آنحضرت اور آپ کے مابین فرق بتانے والے کو جاہل اور اندھا قرار دیتا ہے۔ اب اس صورت میں مسیح موعود کو آنحضرتؐ کے مقابلہ میں رکھ کر آنحضرتؐ کے انا النبی ولا کذب انا ابن عبد المطلب۔ بیان کرنا اور مسیح موعود کو آپکے مقابل کمزور اور بزدل ثابت کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ آنحضرت کا قول تو ان لوگوں کو یاد ہے۔ لیکن خدا کا کلام اور حضرت مسیح موعود کا الہام اسد اللہ اور شیر خدا جو مسیح موعود کی شان میں فرمایا گیا۔ اسکو قطعاً بھول گئے۔ کیا خدا کا آپ کو اسد اللہ اور شیر خدا کہنا اسی کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے تھا۔ خدا کی غیرت سے ڈر جاؤ۔ اور اس کے مقدس اور برگزیدہ مسیح کی بےادبی مت کرو۔ کیا وہ مقدس رسول اور اولوالعزم نبی جو آدم سے لیکر قیامت تک کے سب فتنوں سے بڑھ کر فتنہ کے لئے مبعوث کیا گیا۔ اور اس فتنے کے لئے مبعوث کیا گیا جس سے نوح سے لیکر آنحضرتؐ تک ہر ایک نبی نے اپنی اپنی اُمتوں کو ڈرایا کیا اس اتنے بہت بڑے فتنہ کے دور کرنے کے لئے خدا نے بھیجا تو ایک نالائق۔ کمزور۔ بزدل۔ کیا وہ کہ جس نے سب نبیوں اور رسولوں کو اپنی نبوت اور رسالت کے ثبوت آیات اور اسکے برکات عظیمہ سے کامل نبی اور کامل رسول ثابت کیا وہ کامل اور مکمل اور خدا کا برگزیدہ رسول۔ ناقص اور ظلی بروزی بمعنے ناقص نبی ہے۔ حالانکہ نبی دنیا میں نبی ہونے کے معنوں میں کبھی ناقص نہیں ہوتا۔ اور بروزی ظلی نبی شان نبوت کی خصوصیت کے معنوں میں ہے جس سے نوع نبوت ثابت ہوتی ہے نہ نقص نبوت۔

پھر سید صاحب اس سے آگے چلکر رقمطراز ہوتے ہیں۔ "پس اگر آپ (مسیح موعود) کامل یا حقیقی نبی ہوتے تو آپ پر فرض و لازم تھا کہ وہی رجز پڑھے جاتے۔ کہ انا النبی لا کذب و لا افتری انا ابن غلام مرتضیٰ"

سید صاحب کی اس عبارت کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ بھلا کوئی سید صاحب سے پوچھے کہ آپنے جو یہ لکھا ہے۔ کہ آپ پر فرض و لازم تھا کہ وہی رجز پڑھتے۔ کیا کامل اور حقیقی نبی کی تعریف میں یہ

رجز پڑھنا خدا اور رسول کی طرف سے داخل ہے۔ پھر کیا مسیح موعود کے لئے اس شرط کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ پھر آنحضرت صلعم کا بحالت سلطنت یہ رجز پڑھنا اور جنگ کے موقعہ پر بارہ ہزار جان نثاروں کے لشکر جرار کی معیت میں پڑھنا اور بمقابلہ اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تن تنہا رعیت ہونیکی حالت میں اور ظاہری اسباب کی کمی اور کمزوری کی حالت میں ان قوموں اور بادشاہوں کے سامنے کہ جو مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور اس کی آمد کو آسمان سے یقین کئے ہوئے ہیں۔ للکار کر یہ کہنا کہ ؎

اقول ولا اخشٰی فانی مسیحہم
ولو عند ھذا القول بالسیف انحر

اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اخبار عام میں جو کہ آپ کی آخری تحریر چھپی۔ آپ نے اس میں کھول کر لکھا ہے۔ کہ میں نبی ہوں۔ اور میں اپنے اس دعوے پر اُس وقت تک قائم ہوں۔ کہ اس دنیا سے گذر جاؤں۔ پھر آپ نے اپنی کسی حیثیت دعوے کو نہیں چھپایا۔ دنیا میں شور پر شور مچا۔ اور دنیا جہان ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپ کے دعاوی سے گونج اُٹھا۔ اور آپ نے بتکرار اپنی ہر ایک حیثیت اور ہر شان اور ہر دعوے کو اپنی مختلف کتابوں میں ذکر کر کے شائع کر دیا۔ کیا یہ بزدلی اور کمزوری ہے ؟

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت کا ثبوت

مولوی محمدؐ علی کے بیان کردہ معیاروں کی رُو سے

مولوی محمد علی صاحب نے کتاب النبوۃ فی الاسلام میں بہت محنت کر کے قرآن کریم کی چند آیات کے حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ

(۱) نبی صرف وہی کہلا سکتا ہے۔ جسکو خدا کے ہاتھ نے اصلاح خلق کے لئے خود مکمل کیا ہو۔ صہ ۱۴ ۔ (۲) جس کو خدا بطور موہبت بلا اکتساب آپ کامل کرتا ہے۔ وہ نبی ہوتا ہے۔ صہ ۱۴ ۔ (۳) نبی کی مثال سورج کی ہے۔ اور پیرو کی مثال جو کمال حاصل کرنے۔ چاند یا سیارہ کی ہے۔ صہ ۱۶ ۔

(۴) ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے خواہ وہ شریعت لائے یا نہ لائے۔ صہ ۹ ۔

اب میں ذیل میں حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اربعین ۲ سے حضرت اقدس ؑ کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک طالب حق اپنی ایمانی طاقت سے خود بخود فیصلہ کر لے۔ کہ خود مولوی محمدؐ علی صاحب کے پیش کردہ اصول پر آیا حضرت اقدس زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں ۔

(۱) " غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے۔ دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ ایک علم الہدیٰ .... دوسرے تعلیم دین الحق .... اور صفت علم الہدیٰ اُس فضل پر دلالت کرتی ہے۔ جو بغیر انسانی واسطہ کے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو ...... اور صفت دین الحق افادہ اور تسکین قلوب اور روحانی علاج پر دلالت کرتی ہے ۔ صہ ۱

(۲) ظاہر ہے۔ کہ اگر ایک انسان مہدی کے خلعت فاخرہ سے ممتاز نہ ہو۔ یعنے خدا سے علم لدنی کے ذریعہ حقیقی بصیرت نہ پاوے۔ اور خدا اسکا معلم نہ ہو۔ تو محض معمولی طور پر دین کی واقفیت اور ادیان باطلہ پر اطلاع پانے سے حقیقی نیکی تک نہیں پہونچا سکتا۔ صہ ۱۱ ۔

(۳) اس لئے کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں۔ کہ وہ ان صفتوں سے متصف ہو۔ یعنے وہ خدا کا خاص شاگرد ہو۔ اور پھر ہر ایک میدان میں روح القدس سے تائید پاتا ہو۔ صہ ۱۱ ۔

(۴) اسی واسطے میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں۔ مسیح کو بھی چاہتا ہے۔ اور مہدی کو بھی۔ صہ ۱۲-۱۳

(۵) یہ ضروری لازمۂ صفت مہدویت ہے۔ کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے۔ کیونکہ وہ آدم روحانی ہے۔ ایسا ہی چاہیئے۔ کہ وہ بذریعہ نشانوں کے دوبارہ خدا تعالےٰ پر یقین دلانے والا ہو۔ اور ایمان جو آسمان پر اُٹھ گیا۔ اس کو بذریعہ نشانوں کے دوبارہ لانے والا ہو۔ صہ ۱۳ ۔

(۶) حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ ؑ تھا۔ کیونکہ اُس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ مسیح تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے۔ یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمّی تھا۔ صہ ۱۳ ۔

(۷) (وحی الٰہی) یاشمس یا قمر (انت منی وانا منک) (اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا۔ اور میں تجھ سے) حقیقۃ الوحی صہ ۷۴ ۔

(داعیاً الی اللہ وسراجاً منیرا۔ (خدا کی طرف بلاتا ہے۔ اور چمکتا ہوا چراغ ہے) صہ ۷

مولوی محمدؐ علی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " یہ کہا ※ جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ گو یہ سچ ہو مگر یہ تعلیم بھی محض ظاہری طور پر پڑھنے کا ہی نام ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کی تعلیم بھی محض اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح کو دیگئی۔ گویا یہ بھی موہبت کا رنگ تھا"۔ کاش اگر اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی کامل حسن ظنی ہوتی۔ تا یہاں تک نوبت نہ پہونچتی۔ اس جگہ بھی تو آیت قرآنی ھو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ بالاتفاق مسیح موعود کے حق میں وارد ہے۔ اور پھر الہاماً بھی وارد ہے۔ اور مندرجہ بالا تحریر اسی الہام کی تشریح میں لکھی گئی ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۔

خاکسار حکیم محمدؐ الدین احمدی۔ گوجرانوالہ

※ [illegible]

ماشکی اور دھوبی کی ضرورت

ہماری جماعت کی روزانہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے لحاظ سے قادیان کے ماشکی اور دھوبیوں کی تعداد بہت ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی ماشکی یا دھوبی قادیان میں آکر کام کرنا چاہیں۔ تو مجھ سے خط و کتابت کریں۔ انشاء اللہ معقول گذارہ ہو جائے گا ۔

عبدالرحیم
سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

فہرست وصایا

بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۱۶ء

نمبر ۱۱۶۴۔ مسماۃ امۃ اللہ بیگم زوجہ منشی فرزند علی ہیڈ کلارک قلعہ میگزین ساکن شہر فیروزپور۔ اپنی جائداد منقولہ قیمتی مبلغ الف۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۶۵۔ مسماۃ طالع بی بی زوجہ پٹھان خان قوم بھٹی ساکن اورہ ضلع سیالکوٹ۔ اپنی جائداد منقولہ مبلغ ۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۶۶۔ عبدالحق ولد مولوی عبدالرحمن قوم قاضی کھوکھر ساکن بوبک ضلع سیالکوٹ۔ اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۶۷۔ اروڑہ ولد ماہنی قوم آرائیں ساکن محلہ اراضی یعقوب سیالکوٹ۔ ایک مکان خام و پختہ قیمتی مبلغ ۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۶۸۔ عزیز بیگم بنت محمد الدین قوم شیخ ساکن ۔۔۔ ضلع جالندھر۔ جائداد منقول از قسم زیور و مہر قیمتی مبلغ الف۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۶۹۔ امام دین ولد علی بخش قوم آرائیں ساکن سرہند ریاست پٹیالہ۔ ایک مکان و چار بیگہ دو بسوہ زمین کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۰۔ عبدالحمید ولد مولوی امام شاہ قریشی فاروقی ساکن موضع ماجرا کلاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ حال مقیم لاہور۔ مبارک منزل۔ اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۱۔ مسماۃ ۔۔۔ بی بی زوجہ میاں چراغ الدین رئیس لاہور۔ گورنمنٹ پنشنر قوم چغتہ ساکن لاہور مبارک منزل اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ مبلغ دو ہزار پچھ سو روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۲۔ بیگم بی بی زوجہ مستری جلال الدین قوم شیخ صدیقی ساکن لاہور۔ اپنی کل جائداد مبلغ ۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۳۔ غلام محمد ولد میاں محمد الدین ساکن لاہور۔ اپنی جائداد غیر منقولہ مبلغ باسٹھ ہزار روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۴۔ مستری فضل دین ولد محمد بخش قوم شیخ ساکن جلیوال جٹاں۔ ضلع گورداسپور۔ ایک مکان قیمتی ۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔ اور کتابیں ۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۵۔ نور احمد خان ولد چودھری باد بخش قوم راجپوت ساکن سڑوعہ۔ ضلع ہوشیارپور۔ جائداد منقولہ و غیر منقولہ قیمتی ایک ہزار پچاس روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۶۔ سکینہ بیگم زوجہ نور احمد خان قوم راجپوت ساکن کاٹھ گڑھ۔ ضلع ہوشیارپور۔ جائداد منقولہ و غیر منقولہ مہر و زیور مبلغ دو صد روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۷۔ کرامت علی ولد شیخ اکبر علی قوم شیخ ہاشمی ساکن سنور۔ ریاست پٹیالہ۔ جائداد غیر منقولہ مکان سکنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۸۔ فتح علی ولد چودھری بوٹا قوم راجپوت بھٹی ساکن موضع ادرا تحصیل و ضلع سیالکوٹ۔ جائداد منقولہ و غیر منقولہ قیمتی دو ہزار روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

نمبر ۱۱۷۹۔ محمد لطیف ولد محمد حسین قوم جٹ باجوہ ساکن تلونڈی عنایت خاں۔ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ جائداد منقولہ قیمتی مبلغ ۔۔۔ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

اطلاع! اطلاع!! اطلاع!!!

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء کو ختم ہو جاتا ہے۔ جو رقوم تاریخ مذکور تک دفتر محاسب میں معہ تفصیل پہنچ جاویں گی۔ وہ اس سال کے حساب میں محسوب ہونگی۔ لیکن مابعد کی رقوم آئندہ سال میں مجرا ہونگی۔ ہر ایک انجمن کے سکرٹری و پریزیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ کہ اس اطلاع کے پہنچ جانے پر بہت جلد رقوم بھیج دیجاویں۔ تاکہ اس سال کے حساب میں محسوب ہو جاویں۔ تفصیل کوپن پر دیجاوے۔ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان